© rasailojaraid.com

ڈاکٹر وحید قریشی*

خط بہار

خط بہار کا قدیم ترین مورخ نسخہ ۶۷۶ھ کا ہے[۱] اس لحاظ سے اس طرز خاص کا آغاز تغلق خاندان سے پہلے غیاث الدین بلبن کے زمانے تک چلا جاتا ہے ۔ اس عہد تک عربی رسم الخط کئی منزلیں طے کر چکا تھا اور اس کی اکثر معروف شکلیں وجود میں آ چکی تھیں ۔

آغاز اسلام سے عربی خط کے دو طرز، کوفی (قدیم) نسخی (قدیم) ایک دوسرے کے متوازی چلتے رہے ۔[۲] کوفی کے زاویے دار حروف اور نسخی کی گولائیاں دونوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں ۔ اول اول کوفی اہمیت اور استعمال میں زیادہ معروف تھا لیکن امتداد زمانہ سے کوفی آرائشی امور میں اور نسخی عام روزمرہ کی زندگی میں رائج ہوگیا ۔

محققین کا غالب رجحان یہ ہے کہ کوفی کو اقدم اور نسخی کو موخر قرار دیا جائے ۔ لیکن درحقیقت دونوں خط ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ابھرے ۔[۳] یہ دوسری بات ہے کہ ایک کی مقبولیت شروع ہی سے زیادہ اور دوسرے کی کم تر تھی ۔ ایک کو باپ اور دوسرے کو بیٹا قرار دینا شاید تاریخی اور واقعاتی لحاظ سے درست نہیں ۔ کوفے کی بنا ۱۷ھ/۶۳۸ء میں پڑی لیکن خط کوفی کے نمونے قدیم تر ہیں اور ان کی ابتدا کوفے سے مربوط معلوم نہیں ہوتی ۔ آغاز میں اس کا نام کچھ اور ہوگا ۔ ابن ندیم (وفات اندازاً ۳۹۰ھ/۱۰۰۰ء) پہلا شخص ہے جس نے اس خط کو کوفی کے نام سے یاد کیا ہے ۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جب بنی امیہ (۴۱-۱۳۲ھ/۶۶۵-۷۴۹ء) کے زمانے میں کوفہ مرکزی علمی رتبہ حاصل کر گیا اور بصرے اور کوفے کو شہرت ملی تو اس زمانے میں کوفہ خطاطی کا مرکز بن جانے کے سبب اس اعزاز کا اہل ہوا ہوگا ورنہ اس سے قبل تو عرب مورخین جاہلی رسم الخط کو چار مقامات کے حوالے سے جانتے پہچانتے تھے ۔[۴] بنی عباس (۱۳۲-۶۵۶ھ/۷۵۰-۱۲۵۷ء) کے دور میں جب دارالخلافہ دمشق سے بغداد منتقل ہوا تو علم و فن کے سرچشمے بھی بغداد ہی میں منتقل ہوگئے ۔[۵] بصرے، کوفے اور دمشق کی جگہ بغداد علم و ادب کا وارث قرار پایا ۔ اس تبدیلی کے بعد کوفی خط آرائشی و تزئینی قرار پا کر عمومی استعمال سے نکل گیا اور نسخی نے اس کی جگہ لینی شروع

---

* غالب پروفیسر، صدر شعبۂ اردو و رئیس کلیۂ علوم و ادبیات اسلامی پنجاب یونیورسٹی لاہور ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ۔ کوفی قرآنی رسم الخط کے طور پر بحال رہا لیکن کتاب نویسی میں نسخی نے اپنے قدم جما لیے ۔ یہ تبدیلی غالباً اس وجہ سے ہوئی کہ اب علم و ادب کی ترقی درباری ماحول کی رہین منت تھی ۔ کاروباری اور حکومتی معاملات میں نسخی کوفی کے مقابلے میں زیادہ سہل اور کارآمد ثابت ہوا ۔[۶] قرآن نویسی میں کوفی کی برتری قائم رہی لیکن کاروبار سلطنت میں نسخی کا سکہ چلنے لگا ۔ اس اعتبار سے ابن مقلہ (۲۷۲ھ - ۳۲۸ھ/۸۸۶ء - ۹۴۰ء) ، ابن بواب (وفات ۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء) یاقوت مستعصمی (وفات ۶۹۸ھ/۱۲۹۸ء) اور دیگر معروف خطاطوں کے کارنامے دراصل نسخی ہی کی تدوین نو پر مشتمل تھے ۔ انھوں نے اپنے اپنے اسالیب کی آب یاری کوفی سے نہیں نسخی سے کی تھی[۷] جس کا چلن بنی امیہ کے زمانے میں بھی تھا اور اب مسلسل اور مربوط روایت کے طور پر بنو عباس تک آیا تھا ۔ عباسی دور میں کوفی کا استعمال محدود ہو گیا ۔ اس کی تراش خراش ، جمالیاتی حسن کاری اور ترقی یافتگی نے اسے جاذب تو بنایا لیکن اپنی جملہ ترقی اور خوبصورتی کے باوجود اس کی حیثیت تزئینی اور آرائشی رہ گئی ۔ کوفی کا زوال نسخی کے عروج کا باعث بن گیا ۔ ابن مقلہ کو خطوط ستہ کا موجد قرار دیا جاتا ہے ۔ خط ثلث ، خط نسخ ، خط ریحان ، خط محقق ، خط توقیع اور خط رقاع ابن مقلہ کا کارنامہ تسلیم کیے جاتے ہیں ۔[۸] حقیقت یہ ہے کہ یہ جملہ صورتیں ایک مسلسل ارتقائی عمل کا نتیجہ ہیں اور ان خطاطان مستند کا کمال صرف اس پر منحصر ہے کہ انھوں نے فطری عمل سے جنم لینے والے ان نسخی خطوط کو مشخص اور معین کر کے ان کی خوبصورتی کو ریاضی کے اصولوں کے تابع کر دیا ۔

(۲)

برصغیر پاک و ہند میں اسلامی خطاطی کا باقاعدہ آغاز فتح سندھ (۹۳ھ/۷۱۲ء) سے ہوا ۔ عرب سلطنت کے حصے کے طور پر یہ تعلق ۴۲۹ھ تک بحال تھا ۔ سندھ میں کوفی خط کے جو قدیم کتبے دریافت ہوئے ہیں ان کا زمانہ ۲۰۹ھ اور ۳۹۴ھ کے مابین قرار دیا جاتا ہے[۹] اس دور کے بعض کتبے پشاور کے عجائب گھر میں بھی ہیں[۱] جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس پورے خطے میں (جو اب پاکستان کہلاتا ہے) اسلامی خط کا اجرا کوفی سے ہوا ۔

محمود غزنوی (۱۰۳۰ء) کے زمانے ہی سے برصغیر کے دوسرے حصوں میں بھی کوفی خط کے نمونے ملنے لگتے ہیں ۔ اس علاقے میں جو قدیم ترین قلمی کتاب دستیاب ہے وہ ۴۳۶ھ کی لکھی ہوئی ہے "بہجت النفوس و الاسرار فی تاریخ الھجرۃ المختار کی کتابت ابو حامد کے ہاتھوں ۴۳۶ھ میں ہوئی ۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے اس نسخے کا خط بڑی اہمیت رکھتا ہے (ملاحظہ ہو عکس I) یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نمونہ جس سے خط بہار کے ابتدائی رنگوں کا کچھ کچھ سراغ ملتا ہے عمودی خطوط کی باریکی ، آخری حصہ حروف کا چپٹا پن ، لام کی زاویہ بندی اور قلم کا مسطر کے ساتھ ساتھ چلنا ، وہ اوصاف ہیں جو آگے چل کر خط بہار کے بنیادی اوصاف قرار پائے - یہ انداز کتابت ظاہر کرتا ہے کہ خط بہار کی تشکیل آہستہ آہستہ اور ایک فطری عمل کے طور پر ہوئی ہوگی -

پاکستان کے شمالی علاقے وسط ایشیائی ، تہذیبی اکائی سے منسلک تھے - محمود غزنوی کے حملوں کے بعد سے یہ خطہ عالم اسلام کے ثقافتی شعور سے پوری طرح ہم آہنگ رہا اس لیے یہاں ترکستان اور ماوراء النہر کے اثرات بھرپور صورت میں ملنے لگے - دہلی قدیم کی عمارات کے کتبے برصغیر میں کوفی خط کے پہلو بہ پہلو نسخئ ثلث پر مشتمل ہیں - پانچویں چھٹی اور ساتویں صدی میں برصغیر میں کوفی کا زوال اور ثلث و تعلیق کا عروج شروع ہو چکا تھا - کتبوں میں کوفی کا استعمال نسبتاً کم ہونے لگا تھا البتہ قرآن کی کتابت میں کوفی کی اہمیت بدستور قائم و بحال تھی - اوائل سلطانی دور کے کتبوں میں کوفی و ثلث ، قرآن کی کتابت میں کوفی اور کتابوں میں تعلیق کی طرف میلان پایا جاتا ہے - بہ الفاظ دیگر نسخی کی شاخ سے پھوٹنے والے خط ثلث و تعلیق برصغیر کے مقبول ترین خطوط قرار پائے - یہ وہ زمانہ ہے جب ماوراء النہر سے ثقافتی لہریں برصغیر کے شمالی حصوں کی جانب تیزی سے بڑھ رہی تھیں اور غیر محسوس طور پر یہاں کے باشندوں کو متاثر کر رہی تھیں - سیاسی سرگرمیاں نئی نئی فتوحات کے جلو میں عالم اسلام میں نت نئے عزائم اور نئے ولولے بیدار کر رہی تھیں - ایران و ترکستان میں نظم و ضبط کا ایک نیا شعور پیدا ہو رہا تھا - ایسے میں خطاطی نے نسخی کتابت میں توازن اور تناسب کے اصولوں کی شیرازہ بندی کی - خط کا بنیادی جز نقطہ قرار پایا - اس کی پیمائش نے حروف کی شکلوں کو معین کر دیا - جمالیاتی حسن ریاضی کے اصولوں پر مبنی ہوگیا -

اس زمانے میں مرکز گریز رجحانات نے بھی سر اٹھایا - اسلام دنیا کے وسیع تر رقبے میں پھیلنے کے بعد مغرب کی طرف سمٹنے لگا اور مشرق کی طرف بڑھنے کے عمل سے دوچار ہوا - انتظامی ضرورتوں نے بنو عباس کی سلطنت کے دور دست علاقوں میں نیم مختار اور نیم مطلق العنان جغرافیائی وحدتوں کو جنم دینا شروع کیا -

سپین اور مصر میں آزادی خواہی کے رجحانات خود مختاری کا پیش خیمہ ثابت ہوئے - محمود غزنوی کی خلیفۂ وقت سے عقیدت اور نیازمندی اقتدار اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل پر مبنی نہ تھی بلکہ ایک آزاد اور خود مختار فاتح کو محض اخلاق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور مذہبی سہارا دے رہی تھی ۔ خلیفۂ وقت کی گرفت کمزور ہوتی گئی ۔ مقامی اجارہ داریاں آزادی کے خواب دیکھنے لگیں اور متوازی خلافتوں نے اپنے اپنے حلقہ ہائے اثر قائم کر لیے ۔ منگولوں کے پے در پے حملوں نے بغداد کو زوال اور تباہی سے ہم کنار کیا ۔ خاندان غلاماں کا سیاسی اور معاشرتی تعلق بغداد کی بجائے مصر سے قائم ہوا ۔ ثقافتی سطح پر یہاں ماوراء النہر کے اثرات کا غلبہ رہا لیکن تجارتی اور سیاسی سطح پر مصر سے روابط اثر انداز ہونے لگے ۔ التتمش کے عہد حکومت (۱۲۱۰ء - ۱۲۳۵ء) میں خوارزم شاہ کے تعاقب میں منگول فوجیں برصغیر کے دروازے پر آ کر لوٹ گئیں ۔ بالاخر برصغیر مسلمانوں کے لیے امن و آشتی کا گہوارہ قرار پایا اور یہ احساس بھی عام ہوا کہ برصغیر کو کسی بیرونی طاقت پر بھروسے کی ضرورت نہیں ، داخلی استحکام ہی سلطنت کو بچا سکتا ہے ۔ اس احساس نے ساجی سطح پر اپنے آپ پر بھروسہ کرنے کا احساس پیدا کیا اور اب اس کی کوکھ سے ایجاد و اختراع کے رجحانات ابھرے اور علوم و فنون میں تجربات و اجتہاد کا دروازہ وا ہوگیا ۔ تعلیق زیادہ لچکدار طرز کتابت ہونے کی وجہ سے اختراعات کے لیے زیادہ مفید خط ثابت ہوا ۔

برصغیر دو سمتوں سے اسلام کے تہذیبی اثرات کو قبول کرنے لگا اور سیاسی پائیداری کے ساتھ دوسرے علاقوں کے لیے مرکزی نمونہ بن گیا ۔ آزاد خیالی اور آزادہ روی کو بروئے کار آنے کا موقع ملا ۔ فکری سانچوں نے فولادی جیکٹ اتارنا شروع کیا ۔ خطاطی کے اصول و قواعد کا پیچیدہ سلسلہ بغاوت کی زد میں آ گیا ۔ ایسے میں تعلیق کی مقبولیت ایک فطری امر تھا ۔ ثقافتی برتری نے اس علاقے میں ایک نیا اعتماد پیدا کیا ۔ اس سے نئے نئے تجربات کا امکان بھی بڑھ گیا ۔ موجودہ پاکستان کے علاقے تہذیبی لحاظ سے اہم مرکز بن گئے تو عالم اسلام کے دوسرے علاقے اس کی راہنمائی حاصل کرنے لگے ۔ نئے نئے امکانات اس خطہ پاک کا مقدر ہوگئے ۔ خط بہار نے قرآنی رسم الخط کے طور پر کوفی کی جگہ لینی شروع کی ۔ آنے والے ادوار میں یہ رسم الخط دوسرے ممالک کے کاتبوں کے لیے بھی سرمشق ہوا ۔ نویں صدی هجری ہی میں بہاری خط پاکستان کی حدود سے چھلک کر دوسرے ممالک میں پہنچتا نظر آتا ہے ۔ ایسے میں اگر بعض فضلا اسے ثلث ترکستانی یا شیوۂ ترکستانی کے نام سے بھی یاد کرنے لگیں تو اس کی وجہ سمجھ میں آتی ہے ۔[۱۲]

(۳)

فروغ نسخ کے اسی دور میں آزادی کا رحجان کچھ اس طرح غالب آیا کہ عالم اسلام میں خطاطی ثلث و تعلیق میں تنوع اور مقامیت کے عناصر سے روشناس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئی ۔ چنانچہ برصغیر پاک و ہند میں کتابت اصول و قواعد کے انتہا پسندانہ رویے کے خلاف احتجاج کا باعث ہوئی ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ اپنے مقالے ''خط کی کہانی قلمی نسخوں کی زبانی'' میں اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں :

''نسخ اور اس کی مختلف شاخوں کے اندر سے ایک اور خط ابھرا ۔ اس کا نام تعلیق ہے ۔ یہ بھی سہولت اور ضرورت کی وجہ سے ہوا ۔ نسخ اگرچہ کوفی کے مقابلے میں زیادہ سہل اور خوبصورت خط تھا تاہم اس کے اصول بھی سخت تھے ۔ ریاضیاتی اصولوں اور قاعدوں کے ساتھ ساتھ حسن کے تقاضوں نے نسخ کی اصول بندی کو توڑ ڈالا اور کاتب اور خطاطوں نے ضرورت کے تحت اس سے آزادی حاصل کر لی ۔ عام نظر سے دیکھنے والا اس خط کو بھی نسخ ہی کہتا ہے لیکن غور سے دیکھنے والے کو خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ تعلیق ایک آزاد خط ہے جس کا اصول ظاہرا نسخی ہی ہے لیکن اس میں قلم نے آزاد عمل کو اپنا اصول بنایا ہے ۔ ہر کاتب کی انفرادیت سے قطع نظر اس کی سب سے بڑی تعریف یہی ہو سکتی ہے کہ یہ نسخ سے نکل کر پہلے نستعلیق اور پھر شکستہ کی صورتیں اختیار کرتا جاتا ہے ۔ نستعلیق نے اس کی نسخیت کو دور کرکے حسن کی تخلیق کی اور شکستہ نے اس کی روانی سے فائدہ اٹھا کر ، بے اصول مگر رواں کاروباری خط کے لیے راستہ صاف کیا ۔

تعلیق چونکہ آزادی کا علم بردار ہے اس لیے ہر خطے میں اس آزادی نے اپنی ایک خاص صورت اختیار کی ۔ ایک خطے کی کتابت کا دوسرے خطے پر اثر ہونا ناگزیر ہے لیکن جدا جدا رنگ بھی موجود ہیں ۔ ایران کا تعلیق جدا ، ماوراء النہر کا تعلیق مختلف ، ہندوستان کا تعلیق الگ اور ہندوستان میں بھی مختلف مراکز کے خطوں کا طور خاص ، جدا جدا نظر آتا ہے ۔ ہندوستان میں ایک خاص تعلیق ، خط بہار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے'' ۔۱۳

خط بہار کو اور بھی کئی ناموں سے یاد کیا گیا ہے ۔ چنانچہ گلچین معانی اور عبدالحی حبیبی نے اسے ''ثلث ترکستانی'' قرار دیا ہے رہنمائے گنجینہ قرآن میں احمد گلچین معانی نے نویں صدی ہجری کے خط بہار کا نمونہ دے کر جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ ''قرآن شمارہ (۱۲۷۹) متن بخط ثلث شیوۂ ترکستان ، حاشیہ تفسیر توضیح بخط نسخ و طرز چاپیا ، کاتب نامعلوم ، تحریر حدود قرن نہم ، ھجری'' ۔۱٤ گلچین معانی کے بھروسے پر اس رسم الخط کو ترکستانی قرار دیتے ہوئے عبدالحئی حبیبی نے اس سلسلے کو بعض دوسرے نسخوں کے ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے ۔ فرماتے ہیں :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''درینجا باید یاد آوری کرد : کہ از آغاز قرن ۱۴ در ترکستان شیوۂ خاصی در ثلث و ریحان و رقاع و نسخی بوجود آمده بود کہ ''شیوۂ ترکستانی'' باشد و آنرا مخلوطی از ثلث و ریحان و محقق توان گفت کہ نمونۂ آن قرآن با ترجمۂ ترکی چغتایی بخط محمد بن شیخ یوسف اباری سید الخطاط ۷۳۷ھ ۱۳۳۶م گنجینۂ قرآن مشهد رضوی است (شکل ۱۰۷) و در ہمین گنجینۂ قرآن بخط ثلث شیوۂ ترکستانی قرآنی از قرن ۱۶ نیز موجود است (شکل ۱۰۱) کہ این شیوه خاص ترکستانی را در خطوط قرن ۱۴-۱۵ در آسیای میانہ فراموش نباید کرد مخصوصاً نمونہ بسیار زیبای جلی متمایل بہ تعلیق در تاریخ یکی از بناهای شاه زندۂ سمرقند در ۷۶۲ھ/۱۳۶۰م و بر سنگ مرقد قثم بن عباس در سنہ ۷۳۴ھ/۱۳۳۴م و بر بالای ایوان قبر بیان قلی خان در بخارا ۱۳۵۹م (شکل ۱۰۲)''[۱۵]۔

حبیبی کے اس اقتباس کے بارے میں دو بنیادی باتیں کہی جا سکتی ہیں : اول یہ کہ انھوں نے ترکی ترجمے (عکس XIII) کے ساتھ محمد بن شیخ یوسف اباری کے جس قلمی نسخے کا حوالہ دیا ہے اس میں اور بہاری رسم الخط کے مذکورہ نمونے میں ''ع'' اور ''م'' کی مشابہت کے سوا کوئی بنیادی رشتہ نہیں ہے ۔ (ملاحظہ ہو عکس XIV) اور یہ مشابہت محض اس بنا پر ہے کہ بہاری رسم الخط انھیں خطوط کے بطن سے پیدا ہوا ہے جو ماوراء النہر سے برصغیر میں منتقل ہوئے تھے اور یہ دو حرفوں کی مشابہت دوسرے بہاری نسخوں میں بھی ملتی ہے اور یہی چیز اس رسم الخط کا رشتہ تعلیق سے ثلث تک ملاتی ہے ۔ دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ نویں صدی ہجری تک برصغیر کی ثقافتی برتری مسلم ہوگئی تھی اور ترکی اور عالم اسلام کے دوسرے مقامات برصغیر کی پیروی کرنے لگے تھے ۔ نویں صدی هجری کے بہت بعد تک بہاری رسم الخط کی پرچھائیاں ترکی کے کاتبوں پر نظر آتی ہیں ۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ جب خط بہار برصغیر میں ایک مردہ خط قرار پایا تھا اس وقت بھی ترکستان میں اس خط کی مقبولیت قائم تھی تو بے جا نہ ہوگا ۔

خط بہار کے ترکستانی ثلث و تعلیق کے رشتے کی بنا پر ہی ڈاکٹر شمل کو یہ کہنا پڑا کہ ''خط بہار'' کا اصل سرچشمہ رسم الخط کی وہ شکل ہے جسے ایرک شوریڈر نے خط بدیع قرار دیا تھا ۔ شمل کا اصل اقتباس یہ ہے :

A similar though simpler type (which Eric Schroeder tried to classify as *badi* '-script) must have been in use in the Eastern lands of the caliphate ; manuscripts of the Qur'an written in Afghanistan in the later Middle Ages and even in comparatively recent times still recall this style, and the *khatt-i Bihari* which

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

is found in India in the late Middle Ages is probably an offspring of the graceful thin Eastern Qur'anic script (Pl. XXII).[16]

بہرحال بہاری رسم الخط اپنے معاصر اقدم رسم الخطوں سے مشابہت کے باوجود اپنا الگ اور مخصوص سانچا رکھتا ہے جو اسے کوفی ، نسخ ، ثلث اور تعلیق سے الگ کرتا ہے - یہ ایک حقیقت ہے کہ معاصر اور اقدم خطوں کے ساتھ اس کا رشتہ کسی نہ کسی حد تک قائم رہا ہے اس لیے کہ یہ انہیں متداول خطوط کے بطن سے پیدا ہوا تھا - تعلیق کے ساتھ اس کا رشتہ زیادہ گہرا ہے کہ یہ اسی شاخ سے پھوٹا ہے - اس کے بعد اس کا قریبی تعلق نسخ اور کوفی کے ساتھ ہے بلکہ اپنے ارتقا کے آخری منازل میں تو یہ خط کوفی کی طرف زیادہ ہی مائل ہو گیا تھا جس کی بنا پر بعض محققین اسے کوفی اور نسخ کی درمیانی کڑی قرار دیتے ہیں - کوفی کی طرف یہ جھکاؤ نویں صدی ہجری ہی سے ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا اسی لیے خان بہادر ظفر حسن نے اس رسم الخط کو کوفی اور نسخ کا درمیانی عبوری اسلوب کہا ہے - فرماتے ہیں :

"Bihar is a transition style between Kufic and Naskh, being neither angular nor round. It is believed to have been evolved in India, but it could not hold its ground against Naskh, which had already reached a high state of perfection."[17]

خان بہادر صاحب نے رسم الخط کی مشابہت کو زمانی ترتیب قرار دے دیا ہے - ان کے جملوں کی در و بست سے جو باطنی مفہوم نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ گویا خط بہار زمانی طور پر خط کوفی اور خط نسخ کے درمیانی دور کی چیز ہے - یہ مفہوم اصل صورت حال کی وضاحت نہیں کرتا - کیونکہ نسخی اور کوفی ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں اور خط بہار کے وجود میں آنے سے قبل ان میں ارتباط اور انقطاع کے ایک سے زیادہ مرحلے آ چکے تھے - پانچویں صدی ہجری سے کوفی کے آرائشی اور تزئینی بن جانے کے بعد نسخی نے کوفی کی اثر پذیری سے ایک بڑی حد تک اپنا پنڈا چھڑا لیا تھا اور اس سے شاخ در شاخ دوسرے اسلوب پھوٹنے لگے تھے - گویا مابعد کے جملہ اسالیب کی اصل نسخی تھی ، جس کے بطن سے نسخ کی جدید صورت تعلیق اور خط بہار نے آغاز کیا تھا - اسے کوفی اور نسخ کی درمیانی کڑی قرار دینا واقعاتی طور پر صحیح نہیں - ابتدائی مراحل میں خط بہار میں کوفی کی ہلکی سی آمیزش محض اس کی خبر دیتی ہے کہ کوفی اور نسخی خط ایک دوسرے کے متوازی چل رہے تھے - قرآنی کتابت میں بہاری کی نوک پلک نے دوائر کی جگہ زاویوں کو اہمیت دی اور جیسے جیسے یہ خط آگے بڑھا مائل بہ کوفی ہوتا گیا - بالاخر اس کے غیر مقبول ہونے کا سبب بھی شاید یہی تھا کہ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ کوفی کا حلقۂ استعمال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معدود ہو کر رہ گیا تھا اور خط بہار نے کوفی کی طرف جھک کر خود اپنے خاتمے کا اعلان کر دیا ۔ چنانچہ آئندہ جنم لینے والے خطوط کی انشو و نما میں کوفی موثر اور فعال عنصر کے طور پر شامل نہیں ۔ خطوط کی آئندہ شکلوں میں کوفی کا رنگ نسخی کے مقابلے میں زیادہ مدھم ہوتا گیا اور جب تعلیق کے بعد نستعلیق کی منزل آئی تو یہ آمیزش نسخ اور تعلیق کے مابین تھی نہ کہ کوفی اور تعلیق کے درمیان ۔

(۴)

یہ مسئلہ ایک زمانے سے زیر بحث چلا آتا ہے کہ اس خط کو خط بہار کیوں کہا جاتا ہے؟ بعض محققین نے اسے جغرافیائی حوالے سے سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اس کا رشتہ صوبۂ بہار سے ملایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس رسم الخط کے زیادہ نمونے صوبہ بہار میں دستیاب نہیں بلکہ کثیر نمونوں کا تعلق اس علاقے سے ہے جن پر آج پاکستان مشتمل ہے ۔ اس لیے اس رسم الخط کی پیدائش پاکستان میں ہوئی ۔ اس حقیقت کی روشنی میں ''بہار'' کے لفظ کی کوئی اور توجیہہ کرنی پڑے گی ۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی نے ''پاک و ہند میں اسلامی خطاطی'' میں یہ توجیہہ پیش کی ہے کہ یہ لفظ دراصل ''باہار'' ہے ۔ ان کے بیان کے مطابق اوراق کی وصلیاں بنائی جاتی تھیں اور اس خط کی ایجاد کے زمانے میں قرآن پاک وصیلوں پر لکھے جاتے تھے ، اس لیے کاغذ کو آہار کے عمل سے مربوط کر کے اس رسم الخط کو خط ''باہار'' اور کثرت استعمال ''بہار'' قرار دیا گیا ہے ۔[۱۸] اپنے اس عقیدے کو انھوں نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی پندرھویں جلد میں بھی بیان کیا ہے ۔ ذیل میں مذکورہ کتاب اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے متعلقہ اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں :

''ہند و پاک میں خاص کر قبل عہد مغلیہ قرآن کریم کے لکھنے کے لیے ایک خاص طرز نے شکل و صورت اختیار کرلی ہے اور وہ دیگر ممالک یعنی عراق و عجم و شام و مصر کی طرز کتابت سے مختلف تھی اور قرآن کریم کے لکھنے سے پیشتر کاغذ کو خاص طور پر بصورت وصلی تیار کرتے تھے جس کا خاص عمل و طریقہ تھا . . .

چنانچہ مطلع العلوم و مجمع الفنون مولفہ واجد علی خاں میں حسب ذیل ترکیب وصلی درج ہے :

''برائے وصلی کاغذ مسطر و محکم گیرند و ارند گندم را بہ شب بخیسارند و صبح شیرۂ آن گرفتہ باتش معتدل بقوام در آرند و این را اہار گویند ، اہار در رقت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غلظت معتدل باشد ۔ پس لوحی صاف و ہموارہ گیرند و برآن یک ورق کاغذ گزارند و اہار دہند کہ ہر طرف یکساں و بہ طشتی پرآب ورق دیگر را غوطہ دادہ بالائی آن ورق وصل کنند ۔ اگر ہوا اندرون ہر دو تہ ماندہ باشد دست را ''باہار آلودہ'' ہوا را باطراف وصلی خارج کنند تاصاف و درست شود ۔ پس بہ ہوا خشک کنند نہ بہ آفتاب و چون خوب خشک شود ہر دو روی آنرا مہر زنند ، ہمچنین تا ہفت مرتبہ بہر دو روی وصلی آہار دہند ، مہر زنند با ہشتم مہر زدہ بنویسند ۔''

یہ ایک طرح قرآن کریم کے خطاطوں نے اپنا اصول بنا لیا کہ قرآن کریم لکھنے کے لیے کاغذ کو ہمیشہ وصلی بنا کر لکھا جائے گا ۔ اس کاغذ کو ان کاتبوں نے ''باہار آلودہ'' کہا ہے ۔ باہار کی نسبت ''خط باہار'' سے یاد کرتے تھے ۔''[۱۹]

اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (اردو دائرۂ معارف اسلامیہ) میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے :

''خط بہار : برصغیر پاک و ہند میں قرآن مجید کے اکثر قلمی نسخے ایک خاص مقامی موٹے سے کاغذ پر لکھے ہوئے ملتے ہیں ۔ اس طرز کو قرآن مجید تک محدود ہونے کی وجہ سے ''خط بہار'' کہتے ہیں ، لیکن بغیر اس کی حقیقت دریافت کیے اسے صوبۂ بہار سے منسوب کر دیتے ہیں حالانکہ یہ درست نہیں ۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ پاک و ہند میں چھٹی صدی ہجری سے قرآن مجید کے لکھے جانے کے لیے ایک اصول اساتذہ نے وضع کیا کہ قرآن مجید کو ہمیشہ وصلی کیے ہوئے کاغذ پر لکھا جائے ۔ اس وصلی کے طریقے کو واجد علی خان نے یوں بیان کیا ہے : ''برای وصلی کاغذ مسطر و محکم گیرند و دانہ ہای گندم را بشب بخیسارند ، وضع شیرۂ آن گرفتہ ، بآتش بقوام در آرند و این را اہار گویند و اہار در رقت غلظت معتدل باشد ، پس لوحی صاف و ہموارہ گیرند و بر آن یک ورق کاغذ گزارند و اہار دہند کہ ہر طرف یکساں و بہ طشتی پر آب ورق دیگر را غوطہ دادہ ، بالای آن ورق وصل کنند ، اگر ہوا اندرون ہر دو تہ ماندہ باشد ، دست را باہارہ آلودہ ہوا را از اطراف وصلی خارج کنند تا صاف و درست شود ، پس بہوا خشک کنندہ نہ بہ آفتاب و چون خوب خشک شود ، ہر دو روی آنرا مہر زنند ، ہمچنین تا ہفت مرتبہ بہر دوری وصلی آہار دہند ، مہر زنند ، با ہشتم مہر زدہ بنویسند (سطلع العلوم مجمع الفنون ، لکھنئو ۱۹۱۳ء ، ص ۳۳۳ تا ۳۳۴).

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احترام قرآن مجید کی وجہ سے کاتبان پاکستان و ہند نے قرآن مجید کو اس طرح وصلی کیے ہوئے کاغذ پر لکھا جسے اہاری ہونے کی وجہ سے ''بہ اہار'' اور ''باہار'' کہنے لگے اور پھر یہ ''بہار'' ہوگیا ۔ اس طرز میں باہار کیے ہوئے قرآن مجید کے کئی نسخے راقم مقالہ نے دیکھے ہیں ۔''[۲۰]

ڈاکٹر صاحب کے ان بیانات میں کئی باتیں محل نظر ہیں ۔ مثلاً کاتبوں نے ہمیشہ اسے ''باہار آلودہ'' کہا ہے اس کا کوئی تحریری ثبوت مہیا نہیں کیا گیا ۔ دوسرے وصیلوں پر کتابیں لکھنے کا رواج ڈاکٹر صاحب نے ہندوستان سے منسوب کیا ہے اور یہ بات دعوے سے کہی ہے کہ قرآن کریم وصلی بنا کر لکھنے کا رواج صرف برصغیر سے خاص ہے ۔ یہ دعویٰ بھی تصدیق طلب ہے کیونکہ وصلی بنانے کا طریقہ بہت قدیم سے ممالک اسلامیہ میں رائج رہا ہے اور یہ بات قرین قیاس نہیں کہ وصلی پر قرآن کریم لکھنے کا خیال صرف آٹھویں صدی میں اور وہ بھی صرف برصغیر پاک و ہند میں پیدا ہوا ہو ۔ مجھے کچھ یوں لگتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے لفظ ''باہار'' سے ملتی جلتی آوازوں کو یکجا کر کے ایک نئی معنوی صورت پیدا کردی ہے جو نظر بظاہر قابل قبول نہیں ۔ آہار کے استعمال سے وصلی بنتی ہے اور وہ خط جس میں قرآن پاک لکھتے ہیں اس لحاظ سے خط وصلی کہلانا چاہیے تھا نہ کہ ''باہار'' یا ''بہار'' ۔

بہار کو عموماً ''ہائے ہوز'' کے ساتھ لکھا گیا ہے سوائے Huart کے جس نے اپنی فرانسیسی کتاب میں اسے ''ہائے حطی'' کے ساتھ قلم بند کیا ہے ۔ اس کی عبارت کا انگریزی ترجمہ یہ ہے :

> Ecriture Bihar (بحار)
>
> Distinguished from the Naskh especially in that the thin and thick parts of the letters are all of the same model, beginning with a thin feature and ending with a thick feature. These should not go below the lower line traced with the ruler, with the expection of ج and ع.''[21]

(۵)

خط بہار اس رسم الخط کو کیوں کہا جاتا ہے ؟ اس کا سراغ رسم الخط کی نوعیت سے ملتا ہے ۔ بہاری خط کے تمام قدیم نسخے قرآن کریم کی صورت میں ملتے ہیں ۔ یہ رسم الخط اول صرف کتابت قرآن کے لیے مخصوص رہا ۔ پھر بعد کے ادوار میں قرآن کی تفسیروں اور ایک آدھ دینی کتاب میں بھی کام آیا ۔ اس لحاظ سے یہ تزئینی اور آرائشی رسم الخط تھا ۔ نام کی وضاحت کے لیے ہمیں آرائشی اور تزئینی خطوط کے بارے میں مستحضر کرنی چاہیے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض تزئینی خطوط برصغیر پاک و ہند ہی میں پیدا ہوئے اور یہاں سے دوسرے ممالک میں پہنچے ، جیسے خط گلزار ، خط غبار ، خط ماہی ، خط سنبل ، خط پچیان ، خط ریحان اور خط ناخن - قاضی احمد میاں جونا گڑھی نے ان آرائشی خطوط کو ان خطوں میں شمار کیا ہے جو برصغیر میں اختراع ہوئے[۲۲] سارے تزئینی خطوط کو بغور دیکھا جائے تو ان کے ناموں کا رشتہ تین طرح بنتا ہے :

۱- بعض تزئینی خطوں کا تعلق کاتبوں کے ہاتھوں کی حرکات کے ساتھ رہا ہے ، جیسے ''خط لرزاں'' (اسی ضمن میں بعض فنی خصائص بھی آ جاتے ہیں جیسے خط معکوس اپنی ہیئت کی وجہ سے اس نام سے پکارا گیا) -

۲- وہ آرائشی خط جن کی مشابہت پرندوں ، انسانی پیکر یا حیوانی اجسام کے ساتھ ہے - چنانچہ شیر ، ہاتھی ، انسانی چہرہ ، عورت کی زلفیں وغیرہ تزئینی شکل میں کام آتی ہیں ، جیسے زلف عروس ، شعلہ اور بعض دوسری مشابہتیں (ہلالی وغیرہ) اس زمرے میں شمار کی جا سکتی ہیں -

۳- تیسرے حصے میں وہ رسم الخط ہیں جن کے نام باغات اور ان کے متعلقات کے ماخوذ ہے - جیسے خط گلزار ، خط ریحان ، خط سنبل وغیرہ -
گمان غالب یہ ہے کہ خط بہار کا تعلق بھی اسی تیسرے گروہ سے ہے- گل و گلزار کے ساتھ اس کی مشابہت اس جمالیاتی لذت کی نشاندہی کرتی ہے جس کی بنا پر بعض تزئینی خطوط کو خالص جمالیاتی حوالے سے باغوں اور پھولوں سے منسلک کیا جاتا ہے - یہ انسلاک ایرانی ذہن کی اس افتاد کو ظاہر کرتا ہے جو فارسی زبان کا عام شیوہ ہے -

ادبیات فارسی میں گل و دشت صدہا تشبیہوں اور تلازمات کا سبب رہے ہیں - فارسی شعر و نثر کا بیشتر سرمایہ باغوں اور ان کے متعلقات سے بھرا پڑا ہے چنانچہ ''گل زمین'' ''گل ماہتاب'' جیسی ترکیبیں فارسی میں عام ہیں - جس سے اس وسط ایشیائی رجحان کا پتہ چلتا ہے جہاں کسی ردعمل کو بیان کرنے کے لیے اس طرح کی مشابہتوں کی تلاش بہت عام ہے - اس قیاس کی بنا پر خط بہار کو تزئینی خطوط کے زمرے میں شمار کرتے ہوئے خط گلزار کا بھائی بند تسلیم کرنا چاہیے -

(۶)

قرآن پاک کے قلمی نسخوں پر کاتب عموماً اپنا نام ترقیمہ یا سنہ وغیرہ درج نہیں کرتے تھے کیونکہ کتابت قرآن کو ثواب کمانے کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے اس لیے نام و نمود کا اظہار عموماً پسند نہیں کیا گیا - اس لیے اس رسم الخط کے بہت سے نمونے ایسے ہیں جن پر کوئی تاریخ یا کاتب کا نام درج نہیں اور ان نمونوں کو زمانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترتیب میں لگانے کے لیے رسم الخط کی ارتقائی منازل ، روشنائی اور کاغذ کی اقسام ہی کا سہارا لیا جا سکتا ہے ۔ خوش قسمتی سے چند ایک نسخے ایسے بھی ہیں جن میں سنہ کتابت درج ہے ان نسخوں کی بنیاد پر خط بہار کے ارتقا کی داستان کسی قدر قطعیت کے ساتھ بیان کی جا سکتی ہے ۔ ان قلمی نسخوں (اور بعض دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات کی بنا پر) مندرجہ ذیل قلمی نسخوں کی زمانی ترتیب سے بعض اہم نتیجے نکالے جا سکتے ہیں :

۱۔ قرآن پاک کا ۷۶۶ھ کا مکتوبہ نسخہ جو کابل کے عجائب گھر میں موجود ہے اس کا کاتب الیاس بن قاضی ابوبکر بن نصیراللہ ہے جو بندر لوہڑی متصل ٹھٹھہ صوبہ سندھ کا باشندہ تھا اور اس نے ۱۷ ربیع الاول بروز جمعہ سنہ ۷۶۶ھ میں کلام پاک کا نسخہ پایۂ تکمیل کو پہنچایا ۔[۲۳]

۲۔ قرآن مجید قلمی مملوکہ قاضی اللہ بخش قریشی جلال پور پیروالہ ۔ یہ قلمی نسخہ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت (مابین ۷۲۰ - ۷۸۰ھ) کے ہاتھ کا لکھا ہوا بیان کیا جاتا ہے ۔[۲۴] (عکس II)

۳۔ قلمی نسخۂ قرآن منسوب بہ فیروز شاہ تغلق (۷۵۲ھ۔۷۹۰ھ)[۲۵] (عکس III)

۴۔ تفسیر مدارک مکتوبہ ۸۲۳ھ ۔[۲۶] (عکس IV)

۵۔ قرآن پاک قلمی مکتوبہ ۸۵۱ء بمقام ریاست شرقی جونپور ۔ سلطان ابوالمظفر محمود شاہ کے شاہی کتب خانے کا نسخہ مملوکہ قومی عجائب گھر ، کراچی ۔[۲۷] (عکس V)

۶۔ قرآن پاک مکتوبہ ۸۷۷ھ بقلم احمد بن نظام بن قوام العباسی ۔[۲۸] (عکس VI)

۷۔ تیسیر الاحکام مکتوبہ ۹۴۷ھ ۔[۲۹] (عکس VII - A ، B)

۸۔ قلمی نسخہ مملوکہ قاضی اللہ بخش قریشی جلال پور پیروالا ۔ مکتوبہ ۹۷۷ھ ۔[۳۰] (عکس VIII)

۹۔ مخطوطہ تنبیہ الغافلین (تصوف) مکتوبہ ۹۹۷ھ ۔[۳۱] (عکس IX)

۱۰۔ قلمی نسخہ قرآن مجید ، مکتوبہ ۱۰۱۵ھ ۔ کاتب شاہ خدا بخش مملوکہ بہاولپور عجائب گھر ۔[۳۲] (عکس X - A ، B)

۱۱۔ قلمی نسخہ قرآن مکتوبہ ۱۱۱۴ھ ۔[۳۳] (عکس XI - A ، B)

۱۲۔ قلمی نسخہ قرآن مملوکہ قاضی اللہ بخش قریشی جلال پور پیروالا ۔ مکتوبہ ۱۱۱۴ھ ۔[۳۴] (عکس XII)

جن قلمی نسخوں کا سال کتابت معلوم ہے انھیں زمانی ترتیب سے رکھا جائے تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سے ہماری رسم الخط کے ارتقا کا پتہ چلتا ہے۔ یہ رسم الخط تعلیق سے مستخرج ہونے کی وجہ سے اپنے اصل سرچشموں کے بہت قریب ہے۔ یہ خط دو اہم ادوار سے گزرا ہے۔ پہلے دور میں گولائیاں زیادہ ہیں لیکن پھر گولائیوں کے جوف آہستہ آہستہ کم ہوتے جاتے ہیں، ب، ث، ک، ن اور لام کے گھیرے سطر کے ساتھ ساتھ آ گئے ہیں لیکن ان میں ابھی گولائی کا وہ رجحان باقی ہے جس میں قلم سہولت سے اپنی گردش پوری کرتا ہے بلکہ صعود مجازی کے وقت ان حروف کے دائروں کی انتہا (یعنی آخری نوک بہ الفاظ دیگر حروف کا ضعف) باریکی رکھتا ہے اور قط کی صورت میں ختم نہیں ہوتا جیسا کہ بعد کے دور میں ہوا۔ فیروز شاہ تغلق سے منسوب 'قرآن پاک' جس کا زمانہ ۷۵۲ھ - ۷۹۰ھ ہے، اس رجحان کا شاہد عادل ہے۔ الف اس نسخہ قرآن میں کسی قدر بائیں طرف جھکا ہوا ہے۔ الف کا یہ ترچھا پن دوسرے مرحلے میں بالکل عمودی ہو جاتا ہے۔ ابتدا میں اس کا آخری سرا عموماً سطر کو نہیں چھوتا اور اس کی موٹائی نصف نقطے کے برابر ہے جو دوسرے دور میں باریک ہوتے ہوتے صرف لکیر کی صورت میں رہ جاتی ہے۔ ص، ض اور ط، ظ کی بیضوی شکل ثلث کے رجحان کا وہ پائیدار حصہ ہے جو اس خط میں آخری زمانے تک قائم ہے۔ ع، غ اور ج کے ابتدائی حصے سطر کے ساتھ قائم ہیں اور نزول مجازی میں قلم کی حرکت ہلالی صورت میں اپنا سفر پورا کرتی ہے۔ ان حروف کی انتہا بھی نوکیلی شکل بنا لیتی ہے۔ دوسرے دور میں ان حروف کی گولائی ہلالی کی بجائے نسخ کی پیروی میں کسی قدر لمبوتری ہو جاتی ہے۔ اگر ہم م پر غور کرنے کے لیے فیروز شاہ تغلق سے منسوب نمونے، تفسیر مدارک مکتوبہ ۸۲۳ھ اور احمد بن محمد نظام عباسی کے ۸۷۷ھ کے مکتوبہ قرآن پاک کے نمونوں کو ملا کر دیکھیں تو م کی دو صورتیں ملتی ہیں ایک صورت میں م کا آخری سرا نزول مجازی کی حالت میں بالکل عمودی اور دوسری شکل میں سطر کے ساتھ اور فیروز تغلق کے نمونے میں ۶۵ درجے کا زاویہ بنا کر خط کی صورت میں ختم ہوتا ہے۔ دوسرے نمونوں میں اس کا درجہ ۴۵ کے قریب ہو جاتا ہے۔ م کا مرکز ہر حالت میں سطر کے ساتھ ہے اور آخری سرا سطر سے کسی قدر نیچے جاتا ہے۔ د، ذ اور ر پہلے نمونے میں ثلث و تعلیق کی طرز پر حالت نزولی سے حالت عمودی پر آ کر ختم ہوتے ہیں اور باریک نوک بھی بناتے ہیں۔ تفسیر مدارک کے نسخے کی کیفیت بھی یہی ہے لیکن ۸۷۷ھ کے نسخے میں یہ حروف نزول مجازی تک جا کر رہ جاتے ہیں اور کبھی صعود کی طرف نکل جاتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں آخری نوک بدستور نمایاں ہے۔ ۸۷۷ھ کے مکتوبہ نسخے نیز حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے منسوب نسخے میں یہی صورت ہے لیکن اس کے بعد کے نسخوں میں ان حروف کا آخری سرا قط کی صورت میں ہے اور نوک غائب ہے (ملاحظہ ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۱۱۴ھ کا مکتوبہ نسخہ قرآن مملوکہ لاہور میوزیم) ی اور ک شروع ہی سے کوفی سے مماثل ہیں لیکن حرف کی ہلکی گولائی بعد کے ادوار میں کوفی کا پورا رنگ اختیار کر جاتی ہے ۔ دسویں صدی ہجری میں خط کی ظاہری شکل نمایاں تبدیلی سے آشنا ہوتی ہے کہ حرف کے آخری سرے قط کی موٹائی سے بھی کسی قدر زیادہ ہو کر حروف کو ایک خاص چپٹا پن دیتے ہیں ۔

دسویں صدی کے بعد خط بہار کا زوال شروع ہو جاتا ہے ۔ یہ خط مقبولیت کھونے لگتا ہے اس کا جھکاؤ کوفی کی طرف بڑھ جاتا ہے ۔ اب اس کی جگہ نسخ نے قرآنی کتابت میں لے لی ۔ اس دور زوال میں خط بہار کے نمونے خال خال پائے جاتے ہیں اور حروف کی کرسی تک کا خیال بھی پس پشت جا پڑتا ہے ۔

(۷)

کوفی سے گہری مشابہت کا دور دسویں صدی ہجری سے شروع ہوگیا تھا ۔ فنی لحاظ سے یہ دور زوال کچھ زیادہ اہم نہیں لیکن ایک اعتبار سے ہمارے لیے یہ خط اہم ہے اور ایک نئے امکان کو ظاہر کرتا ہے۔ اس مرحلے پر حروف کے ابتدائی حصے باریک سے باریک تر ہو جاتے ہیں اور عمودی خط باریک لائن میں تبدیل ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ م اور دوسرے حروف کے مراکز بھی باریک لائن ہی میں قوسین بناتے ہیں۔ سطر کے ساتھ ساتھ چلنے والے افقی حصے البتہ چپٹی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں ۔ جوڑ والے حروف کے درمیانی حصوں میں بھی حروف کی مکمل صورتیں ہی مستعمل ہو جاتی ہیں چنانچہ ق ، ن ، ل ، ف ، ج ، ض کی درمیانی شکلیں بھی دراصل ان حروف کی مکمل شکلیں ہی ہیں ۔ اسی رجحان میں اردو ٹائپ بن جانے کے امکانات روشن ہیں اور حروف کی بنیادی شکلوں کی تعداد کم ہونے سے اردو کا ''کی بورڈ'' بہ آسانی بن سکتا ہے ۔ حروف کی عمومی شکل و صورت میں گولائی کی جگہ زاویے نے اس امکان کو روشن تر کر دیا ہے ۔ اگر م ، ع اور غ کو سطر سے نیچے تک جانے سے کسی طور روکا جا سکے تو اردو ٹائپ کا مسئلہ اور بھی سہل ہو جائے گا ۔

آخری زمانے میں قرآنی رسم الخط کے نمونوں میں دوسرے خطوط کی آمیزش کا عمل بڑھ جاتا ہے ۔ چنانچہ اس میں نسخ ، نستعلیق اور شکستہ تک کی جھلک بھی شامل ہو جاتی ہے ۔ حروف کی کرسی اور نسبت کا بھی کچھ لحاظ باقی نہیں رہتا تا آنکہ یہ رسم الخط اس علاقے میں جہاں سے اس کا آغاز ہوا بالکل ختم ہو جاتا ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی

۱- پاک و ہند میں اسلامی خطاطی ، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ، کتاب خانۂ نورس ، لاہور ، ۱۹۷۶ء ، ص ۱۸ ، ۱۹ -

2. The Splandour of Islamic Calligraphy, Abdul Kabir Khatibi & Muhammad Sijelmassi; Thames & Hudson, London, Tr. from French, 1976, P. 130

3. Ibid. P. 128.

4. Ibid. P. 124. Sea also پاک و ہند میں اسلامی خطاطی :
ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کی رائے یہ ہے کہ یہ خط ایسے مقام سے آغاز پذیر ہوا جو کوفے کی نئی بستی کے بالکل قریب تھا اس لیے اسلامی دور میں یہ خط کوفے سے منسوب ہوا -

5. Ibid, P. 148.

6. Ibid. P. 150. The change is explained historicaliy by the centralization of the power of the Calphite. There grew up a caste of scribes (Kuttab): secretaries, administrators, functionaries & calligraphers. Nasakhi was a script suitable for use by clerks in a certralized bureaucracy extending as far as Spain as a model and unified system. The military class and the caste of scribes shared the power at the head of the Government . . . The centre of this profusion shift and multiply in the Arab and Muslim World. They mark the different poles, of the hegemony and calligraphy became, in institutional terms at the service of the Imperial bureaucracy and its religious ideology.

7. Ibid. P. 130.

8. Islamic Calligraphy, Prof. Dr. A. Schimmel ; E.J. Brill, Leiden, 1970. P. 7.

۹- پاک و ہند میں اسلامی خطاطی (عبداللہ چغتائی) ص ۴ میں علی الترتیب - ۲۰۹ھ اور ۳۹۴ھ - لیکن برصغیر پاک و ہند کی خطاطی (انجم رحمانی) ، لاہور ۱۹۷۸ء ص ۲ ، پر ۱۰۹ھ اور ۲۹۴ھ اور یہی موخرالذکر صحیح ہے -

۱۰- ایضاً -

۱۱- ایضاً ، ص ۶ ، ۷

۱۲- راہنمائی گنجینۂ قرآن (آستان قدس رضوی) گلچین معانی ، ص ۱۶۵ ، قرآن شمارۂ ۱۲۷۱ خط ثلث شیوۂ ترکستان - تاریخ خط و نوشتہ ہای کہن افغانستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(عبدالحئی حبیبی) ص ۱۰۸ ''ثلث شیوۂ ترکستانی'' - ایک فاضل محقق دو قدم اور آگے جا کر اس خط کو نستعلیق کی ابتدائی شکل قرار دیتا ہے - فہرست مخطوطات شیرانی ، (جلد اول) کا مرتب بحر مواج (تفسیر قرآن) کے ۱۶ جمادی الآخر ۸۵۹ھ کے نسخے کو نستعلیق بہاری اور کلیات سعدی کے قرن نہم کے مکتوبہ نسخے کو بخط بہار نستعلیق قدیم قرار دیتا ہے (مذکورہ کتاب ص ۱ و ۱۶۱) ان دونوں نسخوں کا خط بہار سے کچھ واسطہ نہیں البتہ یہ تعلیق کے نمونے کہلا سکتے ہیں -

۱۳- نذر رحمان مرتبہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، (مقالہ بعنوان ''خط کی کہانی مخطوطات کی زبانی'' ، از ڈاکٹر سید عبداللہ) - لاہور ، ص ۱۷۷ ، ۱۷۸ -

۱۴- راہنمائی گنجینۂ قرآن ، احمد گلچین معانی ، ادارۂ کتاب خانہ آستان قدس ، ۱۳۴۷ش ، ص ۶۵ -

۱۵- تاریخ خط و نوشتہ ہای کہن افغانستان ، عبدالحئی حبیبی - کابل ، ۱۳۵۰ ، ص ۱۰۸ -

16. Islamic Calligraphy. Dr. A Schimmel. Leiden, E.J. Brill, 1970, P. 5.

17. Indian Art and Letters, Vol. IX, No. 1 (Muslim Calligraphy by Khan Bahadur Moulvi Zafar Hasan), London, 1935, P. 62.

۱۸- پاک و ہند میں اسلامی خطاطی ، ص ۱۵ - ۱۸

۱۹- ایضاً ، ص ۱۷

۲۰- اردو دائرۂ معارف اسلامیہ ، ج ۱۵ ، ص ۹۹۸ - ۹۹۹

21. Les Calligrapher et les Miniaturistes, D. L'Orient Musleman ; Cl. Huart; Paris, Earnest Leroux Editeur. 1908, P. 51.

(ترجمہ اقتباس ہذا بشکریہ جناب نصیر احمد پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)

22. The Cultural Heritage of Pakistan, Ed. by S.M. Ikram, Karachi 1955, (Muslim Calligraphy, Qazi Ahmad Mian Akhtar Junagari), P. 81.

۲۳- پاک و ہند میں اسلامی خطاطی ، ص ۱۸ ، ۱۹

۲۴- نمائش نوادرات و مخطوطات ، جشن ملتان ، ۱۹۶۸ء - یہ انتساب راقم الحروف کے نزدیک مشکوک ہے - اس لیے زمانی ترتیب میں اسے طرز خط کی بنا پر ۷۷۹ھ کے مکتوبہ نسخے (نمبر ۶) کے قریب تصور کرنا چاہیے -

25. Muslim Calligraphy (article by) Maulavi Zafar Hasan, P. 64.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۶- پاک و ہند میں اسلامی خطاطی ، عبداللہ چغتائی ، ص ۹۱ ، قلمی نسخہ مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، شمارہ Ara 24 B
۲۷- قومی عجائب گھر کراچی ، نسخہ نمبر این ایم ۱۹۵۷-۱-۳۳-۲۷
۲۸- اردو دائرۂ معارف اسلامیہ ، ج ۱۵ ، ص ۹۹۹
۲۹- فہرست نسخہ ہای خطی کتاب خانۂ گنج بخش ، محمد حسین تسبیحی ، جلد دوم ، ص ۱۰۱ (عکس آخری صفحات پر)
۳۰- نمائش نوادرات و مخطوطات ، جشن ملتان ، ۱۹۶۸ء
۳۱- قلمی نسخہ مملوکہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ، شمارہ نمبر ع/۷/۲۹ ابو-ت -
۳۲- بہاول پور عجائب گھر مخطوطہ نمبر بی ایم ۳۰۸۵ (کاتب شاہ خدا بخش)
۳۳- لاہور عجائب گھر ذخیرۂ حفظ الرحمان مخطوطہ نمبر A/Mss 2:6
۳۴- نمائش نوادرات و مخطوطات ، جشن ملتان ، ۱۹۶۸ء-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غلط نامہ

۱/فٹ نوٹ ناظم (ناظم آباد). ۹/۱۴ کہ کہ (کہ)، ۲۳ مایذ (مایہ). ۱۱/۱۰ والہ (والد) ۳/۱۴ کے (×)، فٹ نوٹ ۱ عشق (مشق). ۱۵/۱۹ کیجیے (کیجے). ۲۱ فٹ نوٹ آخری سطر ۱۹۵۴ء (۱۸۵۴ء). ۱۶/۲۲ ٹگ (ٹک)، ۱۷ اسیر نگر (اشپرنگر)، فٹ نوٹ ۱ سیو (سہو)، صحبح (صحیح). ۱۵/۲۳ ۱۹۶۱ء (۱۹۶۱). ۲۸/۲۴ حاشید (حاشیہ). ۸/۲۵ عشقی (عشقی). ۲۵/۲۷ تلخیض (تلخیص)، ۲۶ ہمدالی (ہمدانی). ۵۱/فٹ نوٹ پرفیسر (پروفیسر). فٹ نوٹ ۳ اجمن (انجمن). ۵۲/فٹ نوٹ ۵ تد کرہ (تذکرہ). ۱۵/۵۴ ردیف (ردیف میں). ۵۵ فٹ نوٹ ۴، ۱۲/۷۸ صحیح یہ ہے

Bibliotheque Nationale Catalogue Des Manuscripts Persian, Blochet.

۱۱/۵۹ جا بجا (جا و بے جا). ۱۵/۶۱ نیافیہ بہ طن (نیافتہ بہ طعن). ۱۲/۶۲ شر (شیر) ۱۳/۶۵ طاسپ (طہماسپ). ۱۷/۶۶ کافیہ (قافیہ)، ۲۶ کہ (×). ۹/۶۷ بی (بی پا)، ۲۰ کو (کے لیے). ۷/۷۰ نو (تو)، ۱۵ شیر (شعر). ۲۸/۷۶ سائباں (سائباں بر). ۱۹/۷۷ محمد صدبق (صدیق حسن)، ۲۵ معاصر (مآثر). ۱۳/۸۴ مقصود (مفقود). ۱۲/۹۴ رقاب (رقابی). ۲۶/۹۸ علم بیان [علم بیان (فصاحت و بلاغت) و علم بدیع]. ۱۷/۱۰۳ منصورو (منصور). ۱۲/۱۰۵ اعلاں (اعلان). ۱۱/۱۰۶ کو (سے)، ۱۳ اناالق (اناالحق)، ۲۲ پہنج (پہنچ). ۹/۱۰۸ قوت (موت). ۲/۱۰۹ شریعت سے (بلحاظ شریعت). ۲۵/۱۱۲ ہیں' (ہیں'). ۱۲/۱۱۳ تسبتاً (نسبتاً). ۶/۱۱۴ مصر سے (مصری)، ۸ آتشی (آشتی). ۳/۱۱۷ معاصر (معاصر اور)، ۱۹ باطی (باطنی). ۱/۱۱۸ معدود (محدود)، ۲ انشو(نشو)، ۱۸ استعمال (استعمال سے). ۲۷/۱۱۹ کننده (کنند).

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

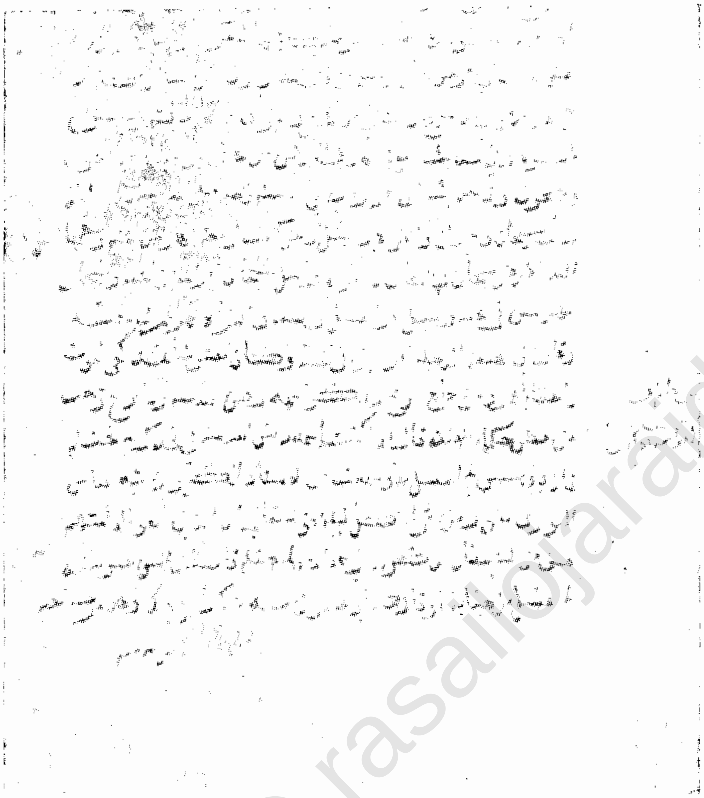

عکس I - بهجت النفوس والاسرار فی تاریخ الهجرة المختار
436 A.H [نمونهٔ تعلیق]

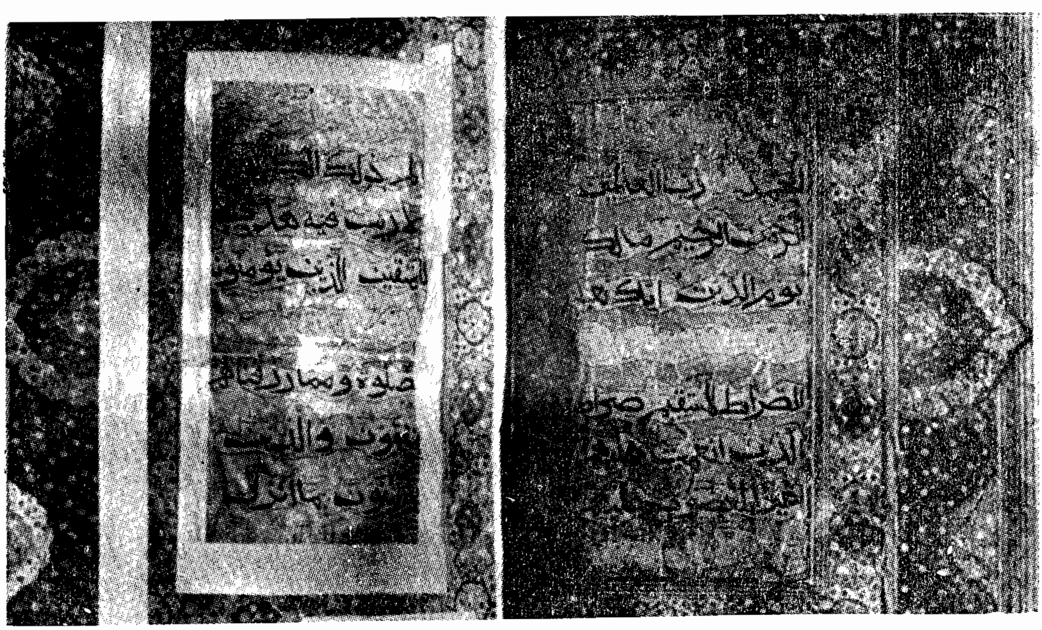
الحمد لله رب العلمين
الرحمن الرحيم مالك
يوم الدين اياك نعبد
الصراط المستقيم صراط
الذين انعمت عليهم
الم ذلك الكتاب
لا ريب فيه هدى
للمتقين الذين يؤمنون
الصلوة ومما رزقناهم
يؤمنون والذين
يؤمنون بما انزل

عکس II - (2) 780 - 720 A.H.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

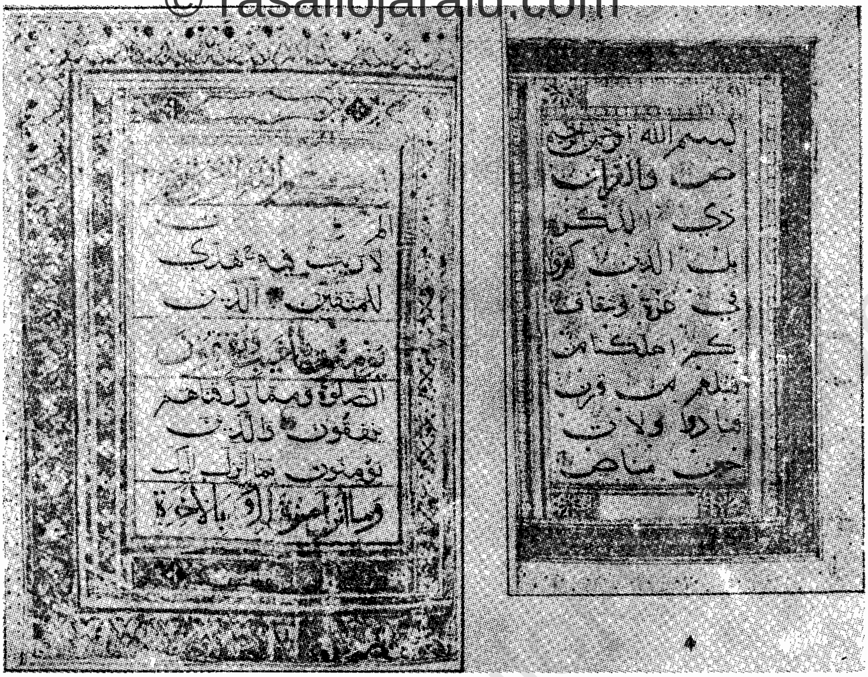

عكس III - 752—790 A.H.

عكس IV - مدارك النسفي 823 A.H.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

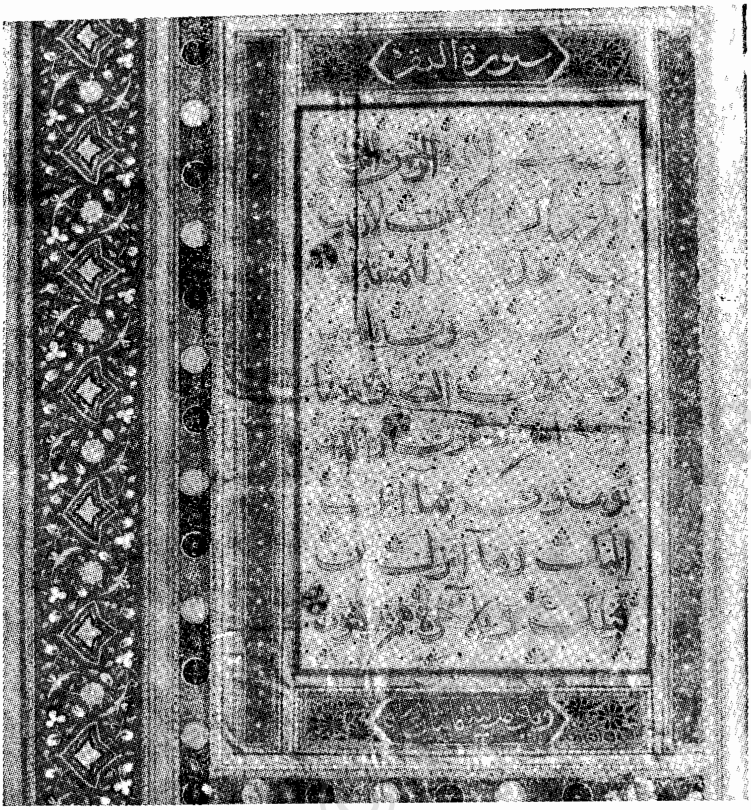

عکس V   851 A. H.

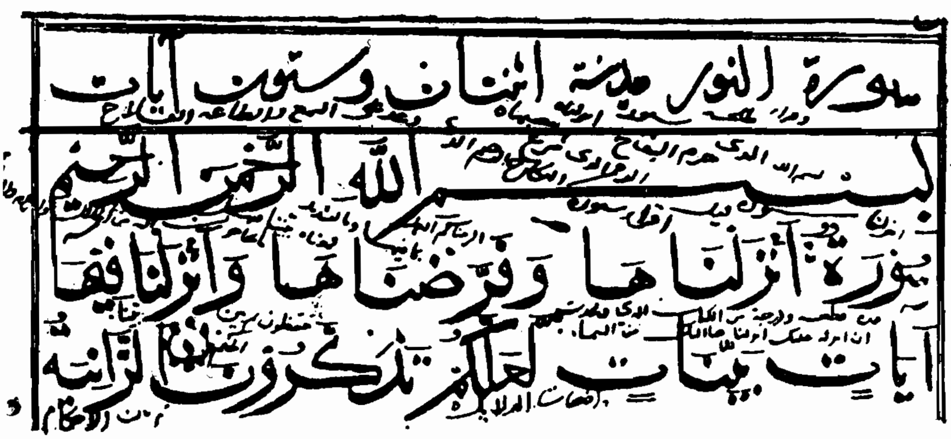

نمونهٔ قرآن مجید، در خط بهار، مکتوبهٔ احمد بن محمد نظام بن قوام العاسی (۸۷۷ھ/۱۴۱۶ء)

عکس VI   877 A. H.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

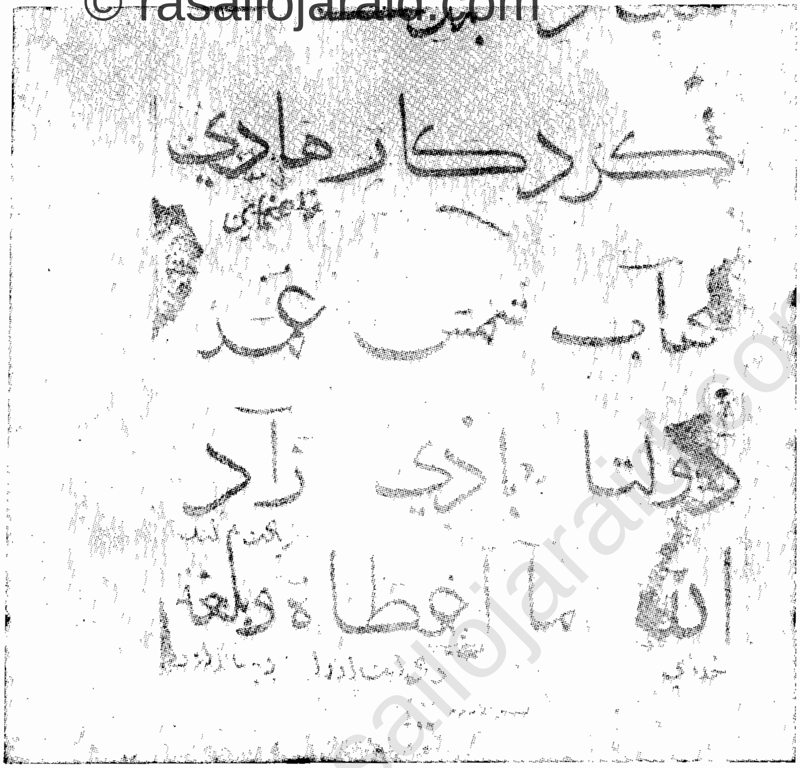

947 A. H. تیسیر الاحکام : (A) VII عکس

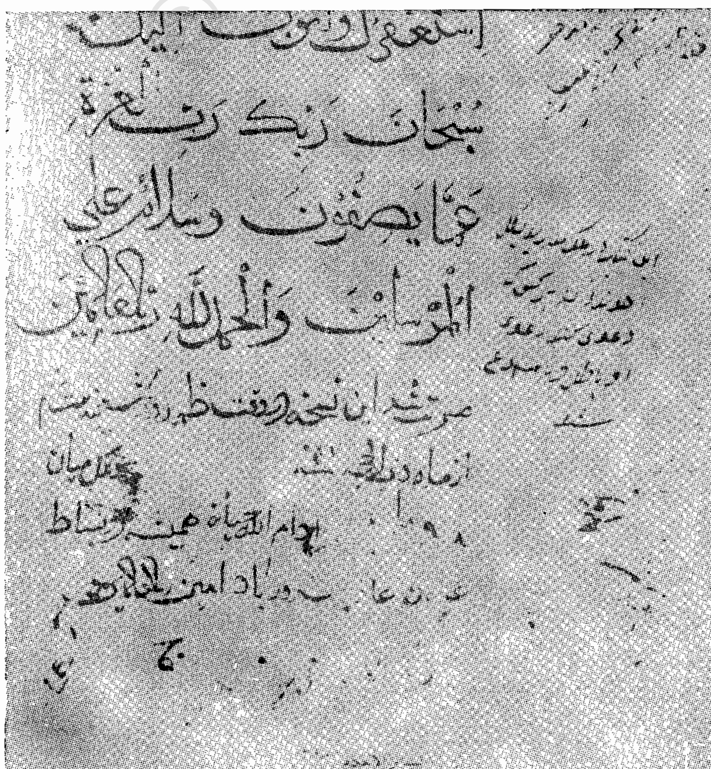

استغفرك وأتوب إليك
سبحان ربك رب العزة
عما يصفون وسلام على
المرسلين والحمد لله رب العالمين

© rasailojaraid.com

947 A. H. [ترقیمه] (B) VII عکس

© rasailojaraid.com

977 A. H. VIII عکس

عن محمود بن لبيد ان النبي صلى الله عليه وعلى آله قال ان اخوف ما اخاف عليكم الشرك
الاصغر قالوا يا رسول الله وما الشرك الاصغر قال الرياء يقول الله تعالى لهم يوم يجازي
العباد باعمالهم اذهبوا الى الذين كنتم تراؤن لهم في الدنيا فانظروا هل تجدون عندهم
خيرا قال الفقيه وانما يقال لهم ذلك لانه عملهم في الدنيا كان على وجه الخداع
فيما ملون على وجه الخداع وهو كما قال الله تعالى ان المنافقين يخادعون الله وهو خادعهم
يعني يجازيهم جزاء الخداع فيبطل ثواب اعمالهم ويقول لهم اذهبوا الى الذين كنتم تعملون
لاجلهم فانه لا ثواب لكم عندي لانها لم تكن لوجه الله تعالى يستوجب العبد
الثواب اذا كان عمله لوجه الله تعالى خالصا فاذا كان لغيره فيه شركة فالله تعالى بريء
قال حدثنا محمد بن الفضل قال حدثنا محمد بن جعفر حدثنا ابراهيم بن يوسف حدثنا
اسماعيل عن [illegible] سعيد بن ابي سعيد المقبري عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وعلى آله
يقول الله تعالى انا اغنى الشركاء عن الشرك فمن عمل لي عملا اشرك فيه غيري فانا منه بريء
يعني قوله انا اغنى الشركاء عن الشرك يعني انا غني من العمل الذي فيه شركة لغيري فمن
عمل لغير وجهي فانا منه بريء يعني من ذلك العمل ويقال يعني من العامل ففي هذا الخبر
دليل على ان الله تعالى لا يقبل من العمل شيئا الا ما كان خالصا لوجهه فاذا لم يكن خالصا لوجهه
فلا يقبل منه ولا ثواب له في الآخرة ومصيره الى جهنم والدليل على ذلك قوله تعالى من كان يريد العاجلة
عجلنا له فيها يعني من اراد بعمله الدنيا ولا يريد ثواب الآخرة اعجلنا له في الدنيا مقدار ما نشاء
من عرض الدنيا لمن نريد يعني لمن نريد ان نهلكه ويقال لمن نريد ان نعطيه بارادتنا لا بارادته
ثم جعلنا له جهنم يعني اوجبنا له في الآخرة جهنم يصليها يعني يدخلها ملوما [illegible]

997 A. H. IX عکس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

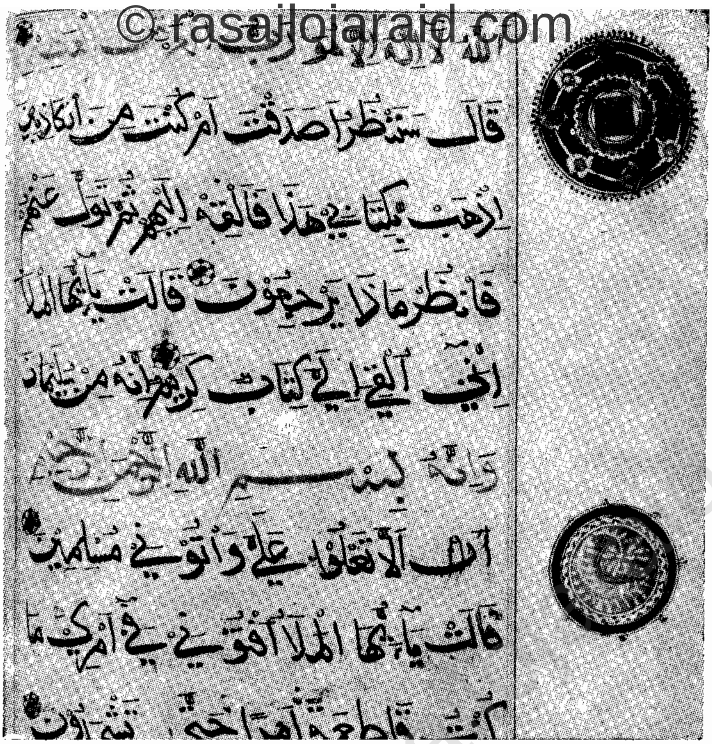

قال سننظر اصدقت ام كنت من الكاذبين
اذهب بكتابي هذا فالقه اليهم ثم تول عنهم
فانظر ماذا يرجعون قالت يا ايها الملا
اني القي الي كتاب كريم انه من سليمان
وانه بسم الله الرحمن الرحيم
الا تعلوا علي واتوني مسلمين
قالت يا ايها الملا افتوني في امري ما
كنت قاطعة امرا حتى تشهدون

عکس X (A) 1015 A. H.

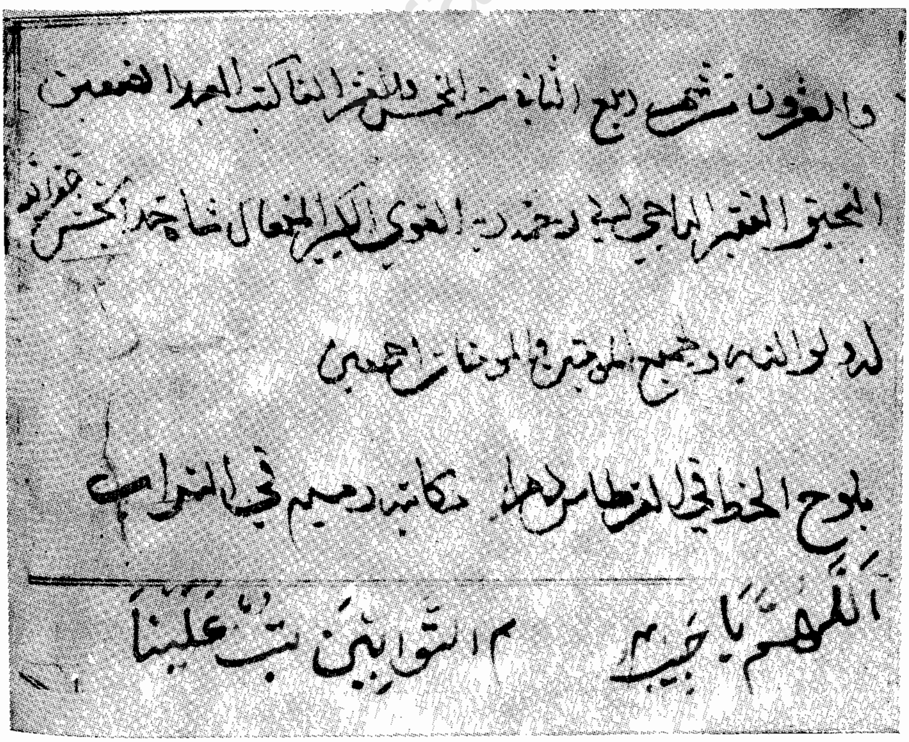

يلوح الخط في القرطاس دهرا وكاتبه رميم في التراب
اللهم يا حبيب التوابين تب علينا

عکس X (B) [ترقیمه] 1015 A. H.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بل هو الحق من ربك لتنذر قوما ما أتاهم
من نذير من قبلك لعلهم يهتدون
الله الذي خلق السموات والارض
وما بينهما في ستة ايام ثم استوى
من ولي ولا شفيع افلا تتذكرون
يدبر الامر من السماء الى الارض
ثم يعرج اليه في يوم كان مقداره
الف سنة مما تعدون. ذلك عالم
الغيب والشهادة العزيز الرحيم. الذي
احسن كل شيء خلقه وبدا خلق الانسان

1114 A. H. (A) XI عکس

© rasailojaraid.com

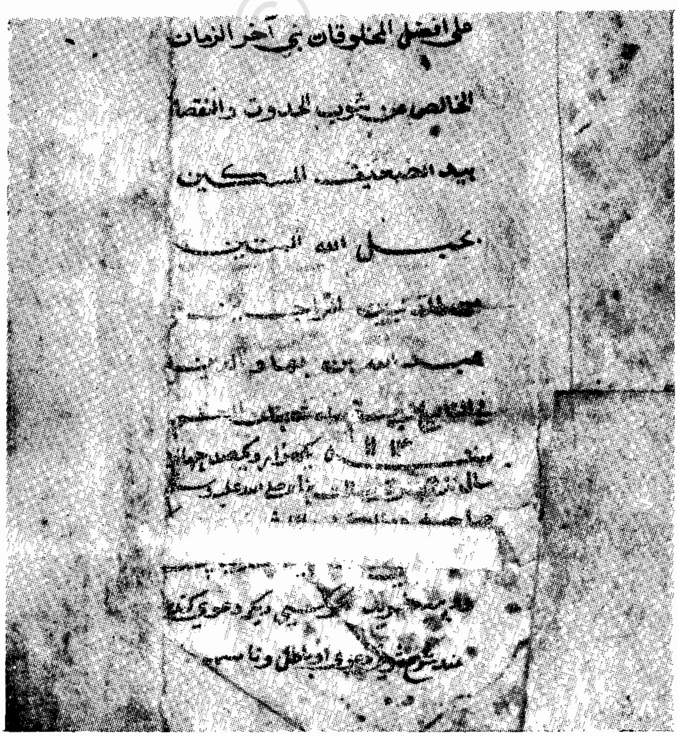

على افضل المخلوقات نبي آخر الزمان
الخالص عن شوب الحدوث والنقصا
بيد الضعيف المسكين

1114 A. H. ترقیمہ (B) XI عکس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

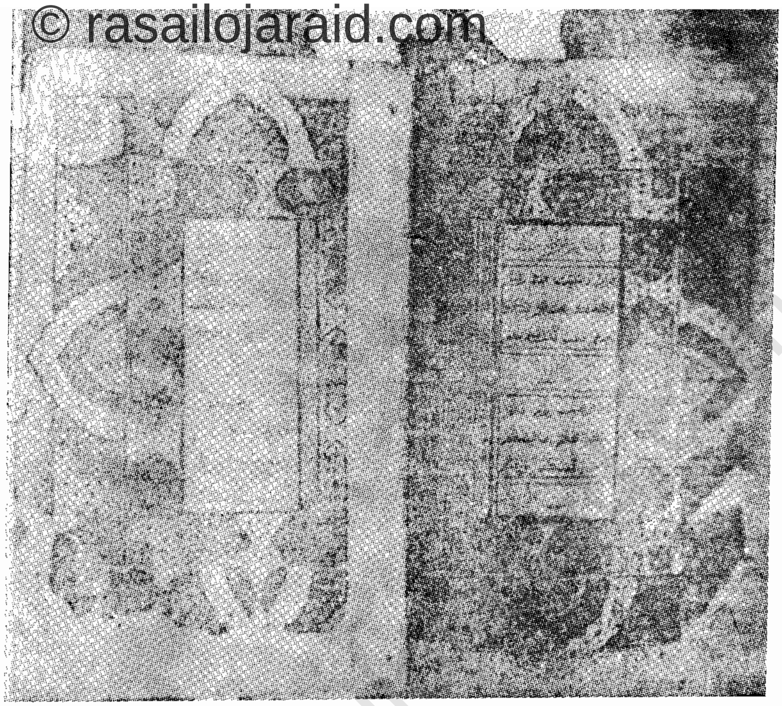

عکس XII 1114 A. H.

عکس XIII ۱۰۰-۱۰۱ شیوهٔ ثلث ترکستانی قرن ۱۶
(گنجینهٔ قرآن مشهد رضوی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عکس XIV شماره (٤٨) خط محمد الاباری « سید الخطاط » مورخ ٧٣٧

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com